تعلیمات نہج البلاغہ ۴
دوست کیسا ہو؟
جواد محدثی

تعلیمات نہج البلاغہ (٤)

دوست کیسا ہو؟

جواد محدثی

مطہری فکری وثقافتی مرکز۔ کشمیر

بسم الله الرحمن الرحيم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: دوست کیسا ہو؟

مصنف: جواد محدثی

ترجمہ : احمد شہریار

نظر ثانی: سید سجاد حیدر صفوی

طبع اول: جون ۲۰۱۴ء

تعداد: ۲۰۰۰

ناشر: مطہری فکری وثقافتی مرکز۔ کشمیر
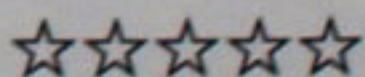
☆☆☆☆☆

فہرست مطالب

☆☆☆☆☆

حرف اول

آج کی دنیا بھیڑ بھاڑ، شور و غل اور ہلڑ ہنگامے کی دنیا ہے جسمیں انسان اور انسانیت کے خلاف ہر آن شیطانی ساز اور سازشیں سرگرم عمل ہیں اور ہم انسان مختلف طرح کی روحانی بیماریوں اور مشکلات کا شکار ہیں بلکہ مشکلات کی ایک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں جس سے نکلنے کا چارہ بھی نظر نہیں آتا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جن مادی اشیا کی وجہ سے ہم ان مشکلات کا شکار ہوئے ہیں، مشکلات سے نکلنے کے لئے بھی ہم انہی کا رخ کرتے ہیں اور نتیجہ میں مزید مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ جبکہ زندگی سے مشکلات سے باہر نکلنے اور درست زندگی بسر کرنے کے لئے خدائے منان نے اپنی کتاب اور معصوم ہستیوں کی شکل میں منشور حیات اور عالم و باعمل راہنما بھیجے ہیں۔

ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی سیرت اور ان کے اقوال ہمارے لئے بہترین راہنما ہیں اور ان میں بھی امیر بیان مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کا مجموعہ کلام نہج البلاغہ ایک خاص جاذبیت کا حامل ہے جو ہر دور میں ہمارے لئے ایک مکمل منشور زندگی کی حیثیت رکھتا ہے۔

نہج البلاغہ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں امام علیہ السلام نے زندگی کے ہر موضوع اور مسئلہ سے متعلق گفتگو اور راہنمائی کی ہے۔ تعلیمات نہج البلاغہ کے نام سے زیر نظر مجموعہ مختلف موضوعات کو نہج البلاغہ کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔ زیر نظر کتاب مفکر جلیل ''جواد محدثی'' صاحب کی

گراں قدر کتاب ''دوست کیسا ہو؟'' کو فاضل جلیل جناب احمد شہر یار صاحب نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم ان تمام حضرات کے شکر گذار اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں۔ اس منزل میں ہم اپنے ان تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مطہری فکری وثقافتی مرکز

☆☆☆☆☆
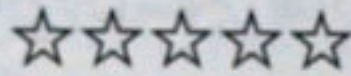
حرف مصنف

قولِ صادق ہے کہ" ہزار دوست بھی کم ہیں اور اک عدو بھی سوا" ۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوست کون ہے؟ دوستی کیا ہے؟ سچا دوست کون ہے؟ دوستی کے شرائط اور اس کے حدود کیا ہیں؟ دوستی کو مضبوط یا ختم کرنے کے عوامل کون سے ہیں؟ دوستی کن لوگوں سے کرنی چاہیے؟ کن لوگوں کی دوستی سے پرہیز ضروری ہے؟ دوستی کے بارے میں یہ اور ان جیسے اور کئی سوالات سامنے آتے ہیں۔

انسان کی اجتماعی روح اسے دوستی اور محبت پر اکساتی ہے۔ زندگی کے میدان میں بھی دوستوں سے مدد مانگنا اور ان پر انحصار کرنا مشکلات کو تحمل کرنے اور بلند اہداف کے حصول میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ عمل انسان کے لئے ایک پشت پناہی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس لئے دوستی، انسان کی روحانی ضرورت بھی ہے، اجتماعی تقاضا بھی اور انسانوں کو ایک دوسرے سے منسلک کرنے کا ذریعہ بھی۔

انسان کا اپنے دوستوں اور ہم نشینوں سے اثر لینا بھی عام سی بات ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ کہا گیا ہے کہ:

تو اول بگو با کیان زیستی
پس آنگه بگویم که تو کیستی

پہلے تم یہ بتا کہ تم نے زندگی کن لوگوں میں گزاری ہے تا کہ میں تمہیں بتا سکوں کہ تم کون ہو؟!

اس لئے اس موضوع کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینا، اس کی ضروریات اونقصانات کی شناخت، غیر سالم دوستی کے خطرات اور بغیر سوچے سمجھے ہوس آلود روابط اور برے دوستوں سے دور رہنا بے حد ضروری ہے تا کہ یہ روحانی ضرورت اور زندگی کا خلا (جسے پر کرنا بے حد ضروری ہے) کسی خطرناک مرکز، پھندے اور اخلاقی تنزل کا باعث نہ بنے۔

ہم زندگی میں جو بھی قدم اٹھاتے ہیں، اس کے لئے ہمیں بصیرت، آگاہی اور تجربہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے ہم نشینی، دوستی اور رفاقتوں کے باب میں بھی یہ آگاہی اور بصیرت لازمی ہے تا کہ ہم یہ راستہ بخوبی طے کر سکیں اور اس راہ میں دلوں کے رہزنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

امید ہے کہ ان الفاظ کی نورانیت اور روشنی اور احادیث علوی (ع) کی ہدایت ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوں اور ہمیں معارف کے اس خالص گنجینے سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملے جو نہج البلاغہ میں محفوظ ہے۔ اگر چہ نہج البلاغہ گوہر ہائے آبدار اور موتیوں سے لبریز ایک مواج سمندر ہے لیکن ہم اس سمندر سے اپنے ظرف کے مطابق ہی بہرہ مند ہو سکتے ہیں اور اس طرح اس گہرے سمندر سے اخلاق و معنویت کے گرانبہا موتی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس امید کے ساتھ کہ امام علی علیہ السلام کی ہدایتوں اور نصیحتوں کے سائے میں آپ کی دوستیاں پائدار، مثبت، تعمیری اور نقطہ کمال تک آپ کی رہنمائی کرنے والی بنیں؛ اور آپ کے اچھے اور ہم فکر دوست خداوند عالم کے معین کئے ہوئے اور فضیلت و اخلاق کے راستے پر ہمیشہ آپ کے ہمراہ اور یاور رہیں۔ آمین

جواد محدثی

☆☆☆☆☆

دوستی کی اہمیت

انسانی روح محبت اور مہربانی کے سائے میں پروان چڑھتی ہے۔ دوستی کی ضرورت انسان کے باطن میں ہمیشہ سے موجود چلی آرہی ہے۔ جب انسان کسی کو دوست بناتا اور اس کی دوستی سے استفادہ کرتا ہے تو زندگی کی مٹھاس زیادہ سے زیادہ محسوس کرتا اور تنہائی اور اکیلے پن کے احساس سے چھٹکارا پالیتا ہے۔

امام علی علیہ السلام کے کلام میں اس بارے میں نہایت سبق آموز جملے ملتے ہیں (۱) اور مودت اور دوستی کا شمار زندگی کی اہم ضرورتوں میں کیا گیا ہے۔ امام عالی مقام فرماتے ہیں: ''اَعجزَ النّاسِ مَنَ عجزَ عنِ اِکتِسابِ الاِخوانِ وَ اَعجزُ مِنهُ منَ ضَیعَ مَن ظَفِرَ بِہِ مِنھُم'' (۲) عاجز ترین انسان وہ ہے جو دوست بنانے سے عاجز ہو اور اس سے زیادہ عاجز وہ ہے جو رہے سہے دوستوں کو بھی برباد کردے۔

---

(۱) نہج البلاغہ میں مودت، مصاحبت، مصادقت، معاشرت، قرین، خلیل، صدیق، حبیب، حب، محبت، ماخات، اخا اور تودد وغیرہ جیسے الفاظ ملتے ہیں جنہیں آسانی سے دوستی کی بحث سے مربوط کیا جاسکتا ہے۔ محققین ان کلیدی الفاظ کی مدد سے اس موضوع پر وسیع تر پیمانے پر کام کر سکتے ہیں۔

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۲

سعدی کے بقول:

"جو دوست ایک عمر کی محنت کے بعد ہاتھ آیا ہو، اسے ایک پل میں ناراض نہیں کرنا چاہیے۔"

ہم آگے جا کر اس بابت بحث کریں گے کہ کسی کو کس طرح اپنی دوستی اور محبت کا اسیر کیا جا سکتا ہے اور وہ کون سے عوامل ہیں جو دوستوں کو کھو دینے پر منتج ہوتے ہیں؟ لیکن اس سے بھی اہم چیز "دوست بنانے کا ہنر" ہے۔ ایک سچا ہنرمند انسان وہی ہے جو اپنے اخلاق اور رویہ کے بل پر دوسروں کو اپنی طرف مائل کر کے ان کے ساتھ بہترین انداز میں پیش آئے اور انہیں اپنے دوست بنا کر انہیں دل سے اپنا شیفتہ و شیدا بنائے۔ اس طرح اپنے گرد بہترین دوستوں پر مشتمل ایک حلقہ تشکیل دے سکے۔ یا خود کسی اعلی انسان کے حلقہ یاراں میں شامل ہو جائے۔ ایسا کرنا ہنرمندی بھی ہے اور خردمندی بھی۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اَلتَوَدُدُ نِصفُ العَقلِ''(۱) میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

اگر کسی میں دوست بنانے، دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے کا ہنر موجود نہ ہو، تو ایسا انسان ایک عظیم سرچشمہ سے محروم رہ جاتا ہے جو اسے زندگی کے مختلف میدانوں میں آگے بڑھنے میں مدد دے سکتا تھا۔ تو کیا ایسا کرنا بجائے خود نادانی اور بے خردی نہیں ہے؟

انسان کی رشتہ داریاں اسے مدد دینے، اس کے غم کو کم کرنے اور اسے حوصلہ دینے میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لیکن کبھی کبھار انسان کے ہم خیال اور ہمدرد دوست رشتہ داروں سے بڑھ کر اس کے کام آتے ہیں اور اسے سہارا دیتے، اس کی پشتیبانی کرتے اور اس کے ہمدم ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام علی علیہ السلام دوستی کو ایک طرح کی نزدیکی اور فائدہ بخش رشتہ داری سے

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۴۲

تعبیر فرماتے ہیں(۱) اور دوستوں کے فقدان یا دوستوں کے کھو دینے کو روح کی غربت گردانتے ہیں:

''اَلغَرِیبُ مَن لَیسَ لَهُ حَبِیبٌ''(۲) غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں ہوتا ہے۔

جو چیز انسان کو کسی دوسرے انسان سے منسلک کرتی ہے وہ ان کا باہمی روحانی ربط، دلی محبت اور دوستی کا احساس ہے۔ اس احساس کی موجودگی کی صورت میں کبھی کبھار اجنبی افراد بھی انسان کے نزدیکی رشتہ داروں سے زیادہ اس کے نزدیک آتے ہیں، لیکن اسی احساس کے فقدان کی صورت میں انسان کے اپنے رشتہ دار بھی اس کے لئے غیروں اور اجنبی لوگوں سے زیادہ اجنبی اور بیگانے بن جاتے ہیں۔ اسی روحانی توانائی اور زندگی کی خوبصورتی کو محفوظ رکھنے کے لئے امیر المومنین علیہ السلام دوستوں اور دوستانہ روابط کو برقرار رکھنے پر تاکید دیتے ہیں؛ کیونکہ دوستوں کو کھو دینا ایک طرح کی تنہائی، غربت اور بے کسی ولاچاری ہے:

''فقد الاحِبۃِ غربَۃ'' (۳) احباب کا نہ ہونا بھی ایک غربت ہے۔

یہی سبب ہے کہ دوستوں اور ہم خیال یاروں سے محروم انسان عام طور پر افسردگی اور ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں اور شدید تنہائی کا احساس انہیں گھلا دیتا ہے۔ یا پھر وہ "دوست نما فریبیوں" کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جو اسے آخر کار نقصان پہنچاتے ہیں۔ انسان کی زندگی میں اچھے دوست اس کی عاقبت سنوارنے یا بگاڑنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر امام علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ:

''سَل عَنِ الرفیقِ قَبلَ الطرِیقِ''(۴) سفر سے پہلے ہم سفر کے بارے میں پوچھو۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۱۱

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے

(۳) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۶۵

(۴) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

تو ان کا مقصد دراصل زندگی کی راہ میں میسر آنے والے دوستوں کے ساتھ ہم دلی کی طرف اشارہ کرنا ہے؛ کیونکہ اگر انسان کا دوست اسے بیچ سفر میں چھوڑنے والا، غیر قابل اعتبار، بددل اور نامناسب ہو تو مشکلات میں اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے، یا پھر اسے نقصان پہنچا کر دوستی کے بجائے اس سے دشمنی کرتا ہے۔ پس ایسے انسان کی پہچان بہت ضروری ہے جو زندگی کی راہ میں ہمسفر کے طور پر ہمیں ملتا ہے یا ہم بطور ہمسفر اس کے ساتھ سفر طے کرنے نکلتے ہیں۔

بسا کس اند از این ہمرہانِ "آری" گوی،

که دل به وسوسه راهِ دیگری دارند

بسا کس اند که جایی موافقانِ رهند،

که خود نه جای ہماہنگی است و ہمراہی است

(کتنے ہی ایسے "جی ہاں" کہنے والے (بات بے بات انسان کی حمایت کا اعلان کرنے والے) ہیں جو کسی اور راستے سے دل لگائے ہوئے ہیں۔ کتنے ہی ایسے اصلی ہمسفروں کی جگہ لینے والے ہیں جو نہ ہم آہنگی کے لائق ہیں اور نہ ہمراہی کے قابل۔)

اس لئے سب سے پہلے ہمسفری کے آداب جاننا ضروری ہے۔ دوستی کے معاملے میں جس نکتہ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، وہ سطحی، بے منطق اور اندھے عشق ومحبت کی آفتیں اور نقصانات ہیں۔ فطری بات ہے کہ اگر کسی چیز یا شخص سے انسان کی محبت شدت اختیار کرلے تو اس سے اس چیز کی "دقیق شناخت" پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں؛ اس طرح کبھی کبھار انسان بہت سے عیوب، کمی اور کمزور نقاط کی طرف توجہ دینے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس طرح اس شدید محبت اور دوستی کا اثر صرف اور صرف نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

امام علی علیہ السلام ان کوتاہ فکر اور فضیلت گریز لوگوں پر تنقید کرتے ہیں جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نجات بخش اور جنت آفریں دعوت سے دور بھاگتے رہے۔ امام علی علیہ السلام کی نظر

میں آخرت سے ان کے گریز کا سبب درحقیقت دنیا سے ان کی شدید محبت ہے۔اس طرح امام علیہ السلام ایک کلی بیان میں فرماتے ہیں:

مَن عَشِقَ شَیئاً اَعشَی بَصرَہُ وَ مَرِضَ قَلبَہُ فَھُوَ یَنظُرُ بِعَینٍ غَیرِ صَحِیحَۃٍ وَ یَسمَعُ بِاُذُنٍ غَیرِ سَمِیعَۃٍ''(۱) جوکسی کا بھی عاشق ہوجاتا ہے، وہ شے اسے اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے دل کو بیمار کردیتی ہے۔وہ دیکھتا بھی ہے تو غیر سلیم آنکھوں سے اور سنتا بھی ہے تو غیر سمیع کانوں سے۔(۲)

اگر امام علیہ السلام ایک طرف دوستوں سے عشق اور دوستی کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف اندھے عشق اور اس کے مضر اثرات کے بارے میں خبردار بھی کرتے ہیں، تاکہ دوستیاں اس بات کا باعث نہ بننے پائیں کہ انسان حقائق سے روگردانی کرلیں یا انہیں نہ دیکھ پائیں، اور اس طرح پانی کی جگہ نادانستہ طور پر سراب کے پیچھے دوڑنے لگیں۔

اگر انسان "تنہائی" یا" برے لوگوں سے دوستی" کے دوراہے پر کھڑا ہو تو اس کے لئے کس راستے کا انتخاب کرنا درست اور مناسب ہوگا؟

یقیناً برے دوست اور ہم نشیں سے تنہائی بہتر ہے۔

مرد را ہرچند تنہائی کند کامل عیار

صحبت یارانِ یکدل، کیمیائی دیگر است (۳)

اگرچہ انسان کو اس کی تنہائی ہی خالص سونے میں بدل دیتی ہے، اس کے باوجود سچے دوستوں کی صحبت کچھ الگ ہی کیمیاگری ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۰۹

(۲) یہ وہی بات ہے کہ کہتے ہیں عشق انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

(۳) صائب تبریزی

اچھا دوست کون ہے؟

اچھا دوست انمول ہوتا ہے، جس پر جان بھی چھڑکی جائے تو کم ہے!

لیکن اچھا دوست کون ہے؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ اور سچے دوست اور دوست نما افراد میں پہچان کا طریقہ کیا ہے؟

ایک اچھے اور سچے دوست کی اہم ترین خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ مخلص اور یکدل ہوتا ہے، مشکل کے وقت اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے۔ ایسا دوست غموں، خوشیوں اور رنج وراحت یعنی ہر حال میں اپنے دوست کا ہاتھ بٹاتا اور اس کا ہمدرد ہوتا ہے، بالکل ایک سگے بھائی کی طرح۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لَا یَکُونُ الصِدِیقُ صِدِیقاً حَتی یَحفَظَ اَخَاہ فِي ثَلاثَ فِي نِکبَتِہِ وَ غَیبَتِہِ وَ وَفَاتِہِ"(۱) دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوسکتا ہے جب تک تین مواقع پر اپنے دوست کے کام نہ آئے:

پہلا: مصیبت کے وقت اس کی مدد کرے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۳۴

دوسرا: اس کے پیٹھ پیچھے بھی اس کی آبرو کی حفاظت کرے۔

تیسرا: اس کی وفات کے بعد اسے یاد رکھتے ہوئے اور اس کی مغفرت کی دعا کر کے اس کے ساتھ نیکی کا ثبوت دے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''اَلصِدِیقُ مَن صَدَقَ غَیبه''(۱) دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی سچا ہو (یعنی وہ اپنے دوست کے ساتھ مخلص اور یکدل ہو اور خلوص نیت کے ساتھ اس کے حقوق کی حفاظت اور پاسداری کرے۔)

محمد بن حسام خوسفی نے امام علی علیہ السلام کے اس کلام کو اس طرح منظوم صورت میں پیش کیا ہے:

تو را گر دوستی باشد موافق
سه خاصیت در او موجود باشد

نخستین آنکه اندر غیبتِ دوست
نگوید آنچه او را خوش نیاید

دوم آن است کاندر حال عسرت
به جای او جوانمردی نماید

سه دیگر آنکه ببعد از مرگ آن دوست
به هر حالی که باشد، یادش آید

چو دانی کاین سه خاصیت ندارد
چنان کس دوستداری را نشاید (۲)

---

(۱) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

(۲) فارسی ادب میں خوش اخلاقی کے اشعار، احمدی بیرجندی، ص ۷۵

اگر تمہیں کسی کو دوست بنانا ہو تو اس میں تین خصوصیات کا ہونا ضروری ہے: پہلا: اپنے دوست کی عدم موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرتا ہو، جو اس کے دوست کو اچھی نہ لگے؛ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ فقر و فاقہ میں جوانمردی اور سخاوت کا مظاہرہ کرے اور تیسری خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ اپنے دوست کی موت کے بعد ہر حال میں اسے یاد رکھے۔ جب تم اس میں یہ تین خصوصیات نہیں پاتے تو (جان لو) کہ ایسا شخص دوستی کے لائق نہیں ہے۔

ایک اچھا دوست اپنے دعوے سے نہیں پہچانا جاتا ہے، بلکہ یہ زندگی کے نشیب و فراز ہیں جن سے انسانوں کے اصلی جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں اور ایک سچے دوست کی پہچان صرف آزمائشوں اور امتحانوں میں ہی ممکن ہے۔ پس ضروری ہے کہ اچھے اور سچے دوستوں کا انتخاب اخلاقی اور انسانی معیارات کی بنا پر کیا جائے اور اس بارے میں ہر کس و ناکس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اَلطُّمَانِینَةُاِلٰی کُلِ اَحَدٍ قَبلَ الاِختِبارِ عَجزٌ'' (۱) کسی کو آزمانے سے پہلے اس پر اعتماد کرنا اور اطمینان حاصل کرنا کمزوری کی علامت ہے۔

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو دعوی کرنے والوں کی دوستی کا فریب کھاتے ہیں اور ناشائستہ اور کبھی کبھار " بھیڑ کے بھیس میں بھیڑیا صفت " لوگوں سے دوستی کر کے آخر کار ان کی چالوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

اچھا دوست وہی ہے جو اچھے کاموں کی انجام دہی میں انسان کا قوی بازو و ثابت ہو اور کسی بھی برائی کے مشاہدہ کی صورت میں پورے خلوص کے ساتھ اپنے دوست کو آگاہ کرے اور اسے اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی خوش آمد کرتے ہوئے حق بات کو اس سے پوشیدہ

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۳۸۴

رکھے یا اسے برے کاموں کی انجام دہی سے باز نہ رکھے۔ کبھی کبھار دوست انسان کو گناہوں کی طرف ڈھکیلتے ہیں، یا اپنے دوست کے گناہ اور خطا کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس کے ظلم اور برے کام پر خاموش رہتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اس کی دوستی کو آفت لگ جاتی ہے اور اس کی دوستی اس کے اخلاقی سقوط کا باعث بنتی ہے۔

خطبہ متقین میں امام علی علیہ السلام اہل تقوی کی صفات گنواتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لَا یَأثِمُ فِیمَن یحِبُّ''(۱) جسے چاہتا ہے، اس کے بارے میں گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا ہے۔

"حسد" ایک بری خصوصیت ہے جو اگر کسی دوست میں پائی جائے تو جہاں اس خصوصیت سے اس کی ناشائستگی کا اندازہ ہوتا ہے، وہیں اس سے انسان کی دوستی کے خراب اور تباہ ہونے کا خدشہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ سچے دوست اپنے دوستوں کی ترقی اور آرام و آسائش کے طلبگار ہوتے ہیں؛ اور کبھی بھی اپنے دوستوں کے اموال، خوبیوں، امتیازی حیثیتوں سے حسد کرے۔

علی علیہ السلام فرماتے ہیں

''حَسَدُ الصِدِیقِ مِن سَقمِ المَودَةِ''(۲) دوست کا حسد کرنا محبت کی کمزوری ہے۔

اچھے دوست کی پہچان کے لئے اس کا امتحان ضروری ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم جسے وفادار اور مخلص دوست سمجھتے ہیں، ہمارے امتحان اور آزمائش پر پورا نہیں اترتا اور برا دوست ثابت ہوتا ہے۔ سعدی کے بقول:

آنکه چون پسته دیدمش همه مغز

پوست در پوست بود همچو پیاز (۳)

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۹۳

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۱۸

(۳) گلستان، باب دوم

میں نے جسے پستے کی طرح خالص بیج سمجھا تھا، وہ پیاز کی طرح تہہ درتہہ چھلکا ثابت ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بغیر آزمائے کسی کو اپنا دوست نہیں بنانا چاہیے، کیونکہ کبھی کبھار امتحان کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے اور ہم جسے دوست سمجھتے ہیں، وہ ہمارا دشمن نکلتا ہے۔

''اخبر تقله''(۱) آزماؤ پھر دشمنی کرو۔

کیونکہ لوگوں کا باطن اور ان کی باطنی اور پوشیدہ صفات صرف امتحان کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہیں اور اسی طرح ان کی سچائی اور محبت کا میزان کھل کر سامنے آتا ہے۔ پروین اعتصامی کہتی ہیں:

پروین! نخست زیورِ یاران، "صداقت" است

باری، نیازموده کسی را مدار دوست

اے پروین! دوستوں کی سب سے پہلی خوبی ان کی سچائی ہے۔ اس لئے کبھی بھی بغیر آزمائے کسی کو اپنا دوست نہ بنانا۔

اچھی صفات ایک دوسرے سے منسلک اور مربوط ہوتی ہیں۔ کسی انسان میں ایک اچھی صفت اس کی دیگر قابل قدر صفات کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر ہمیں کسی دوست میں ایک اچھی صفت دکھائی دے تو چاہیے کہ ہم اس میں دیگر اچھی صفات کی تلاش میں رہیں؛ اور اس طرح اپنے لئے اچھے اور بافضیلت دوست ڈھونڈیں اور ان کی دوستی سے بہرہ مند ہوں۔ امام علی علیہ السلام کے کلام میں یہ نکتہ اس طرح بیان ہوا ہے:

''اِذَا كَانَ فِي رَجُلٍ خَلَّةٌ رَائِقَةٌ فَانتَظِرُوا اَخَوَاتِهَا''(۲) اگر کسی شخص میں کوئی ایک اچھی صفت موجود ہو تو اس سے دیگر اچھی صفات کی توقع بھی رکھو۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۳۴

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۴۵

ابن میثم بحرانی مرحوم اس جملہ کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"جب بھی کسی انسان میں کوئی پسندیدہ فضیلت پائی جائے، اس کی طبیعت اور سرشت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس میں اس فضیلت سے متناسب اور بھی فضائل ہونے چاہئیں اور اس سے توقع بھی اسی بات کی رکھنی چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر ایک انسان سچا ہے تو یقیناً اس سے وفاداری اور اچھے میل جول کی توقع بھی رکھنی چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی میں پاکیزگی کی صفت پائی جائے تو اس میں یقیناً دیگر صفات جیسے کرم، بزرگواری، سخاوت اور محبت بھی موجود ہوں گی۔ اسی طرح اگر کوئی دلیر ہے تو اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اماموں کا احترام کرے اور صابر اور صاحب استقامت ہو۔ "(۱)

اچھا دوست ایک ایسی دولت ہے جس کی قیمت کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، ابن میثم، ج ۵، ص ۴۵۵

باشعور دوست

یہ روشن دلی، محبت اور وفاداری جیسی خصوصیات ہیں جو انسان کی دوستی کو قیمتی اور اس کے دوستوں کو محبت اور احترام کے قابل بناتی ہیں۔ جب آپ کسی کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں تو چاہیے کہ وہ ایسا شخص ہو جو آپ کا محرم، امانت دار اور قابل اعتبار شخص ہو، جو دوستی کی عزت کرنا جانتا ہو اور مصیبت میں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ چھوڑتا ہو۔ سچے دوست وہی ہیں جو نہ صرف اپنے دوست کی موجودگی میں سچے اور اس کے خیر خواہ ہوں، بلکہ اس کی پیٹھ پیچھے بھی وفادار اور اس کے طرفدار رہیں؛ اور جو اپنے دوست سے بے وفائی نہیں کرتے ہوں اور نہ معمولی باتوں پر اپنی دوستی توڑنے والے ہوں۔ ایسے دوست اپنے دوستوں کی آسائشوں، غموں اور خوشیوں میں ہمیشہ پائداری کا ثبوت دیتے ہیں۔

ایک سچا دوست جب اپنے دوست کو اچھی طرح پہچان لیتا اور اس پر پوری طرح اعتماد کرتا ہے، تو پھر ادھر ادھر کی باتوں پر کان نہیں دھرتا اور اپنے دوست کی طرف سے اپنا دل مکدر نہیں ہونے دیتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وَمَن اَطَاعَ الوَاشِی ضَیعَ الصِدِیقَ'' (۱) جو چغل خور کی بات مان لیتا ہے وہ دوستوں کو

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۳۹

بھی کھو بیٹھتا ہے۔

کبھی کبھار دوسروں کے حسد، دشمنی اور بغض و کینہ پروری پر مشتمل باتیں اگر انسان پر اثر انداز ہو کر اسے اپنے دوست کی نسبت بدظن کریں تو اس سے ان کی دوستی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً اگر ہم کسی کو اچھی طرح نہیں جانتے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے بارے میں دوسروں کی باتوں پر غور کریں لیکن اگر ہم اپنے دوست کو ایک اچھے، مخلص اور پاک دوست کی حیثیت سے بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں تو ہمیں اس کے بارے میں دوسروں کی بری باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ امام علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: ''مَن عَرِفَ مِن اَخِیهِ وَثِیقَةَ دِینِهِ وَ سِدَادَ طَرِیقِهِ فَلَا یَسمَعَن فِیهِ اَقَاوِیلَ الرِجَالِ۔'' (۱) جو شخص بھی اپنے بھائی کے دین کی پختگی اور طریقہ کار کی درستگی کا علم رکھتا ہے اسے اس کے بارے میں دوسروں کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے کہ کبھی کبھار انسان تیر اندازی کرتا ہے اور اس کا تیر خطا جاتا ہے اور پھر باتیں بناتا ہے۔

اپنے ایک اور بیان میں امام علی علیہ السلام شائستہ دوستوں کے ساتھ رویہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: "اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات، اعراض کے مقابلہ میں مہربانی، بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کرو گویا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبردار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا ہے۔'' (۲)

پس اگر دوست سمجھدار، مخلص اور باوفا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اسی طرح خوبی اور

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۴۱

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

بزرگواری سے پیش آئیں اوراس کی بعض خامیوں سے بھی چشم پوشی کی جائے۔اہم بات یہ ہے کہ ہم اس" مقام " کو اچھی طرح سے سمجھ لیں اور اپنی محبت اور لطف و کرم ضائع نہ ہونے دیں اور اسے کسی ایسے دوست پر نہ لٹائیں جو اس لطف و کرم کا حقدار نہیں ہے۔

دوست مشمار آنکه در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آن باشد که گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و درماندگی

آسائشوں اور نعمتوں میں دوستی کا دعوی کرنے والے کو دوست نہ سمجھ (کیونکہ) سچا دوست وہی ہے جو پریشانی اور لاچاری میں اپنے دوست کی مدد کرے۔

دوست کا حق پہچاننا اور پھر وہ حق ادا کرنا اور پھر دوستی کے قوانین پر پابند رہتے ہوئے اپنی دوستی کا بھرم رکھنا ہی دراصل وہ انمول اور نفیس موتی ہے جسے "معرفت " کہا جاتا ہے۔اور اس معرفت سے عاری دوست کبھی سچا دوست نہیں ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوستی کے آداب

دوستی کی جڑوں کو مضبوطی بخشنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جہاں ایک طرف اسے کمزور کردینے والے عوامل کی نشاندہی اور پھر ان کا خاتمہ کیا جائے، وہاں دوسری طرف ان امور پر بھی توجہ دی جائے جو دوستی کے اس ننھے پودے کی تقویت اور مضبوط ہونے کا باعث بنتے ہیں تا کہ اس طرح دوستی کے اس شجر کی آبیاری کی جاسکے۔

اگر ہم دوستوں کے حقوق کو نہ پہچانیں اور انہیں تسلیم نہ کریں اور ان کے مطابق عمل نہ کریں تو اس بات کی ہرگز ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ ایسی دوستی پائدار اور جاری رہ سکتی ہے۔اسی طرح اگر ہم دوستی اور محبت کا باعث بننے والے عوامل کو نہ پہچانیں، تو نئے دوست بنانے میں ہمیشہ ناکام رہیں گے، یا جو دوست پہلے سے ہمارے پاس ہیں، انہیں بھی کھودیں گے۔

اس باب میں ہم امام علی علیہ السلام کے بعض رہنما جملوں کا تذکرہ کریں گے جن کا تعلق دوستی کے آداب اور دوستوں کے ساتھ صحیح رویہ سے ہے۔

☆خوش اخلاقی

نئے دوست بنانے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرانے کا ایک گر یہ ہے کہ انسان کے چہرہ ہمیشہ مسکراہٹ ہو اور اس کا رویہ مہر و محبت آمیز ہو۔ کہا جاتا ہے کہ انسان کسی کی طرف اس کا کھلا ہوا

دروازہ دیکھ کر نہیں بلکہ کھلا ہوا چہرہ دیکھ کر جاتا ہے۔

امام علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

"اَلْبَشَاشَۃُ حِبَالَۃُ الْمَوَدۃِ"(۱) خوش اخلاقی دوستی کا جال ہے۔

اچھے اخلاق کی تاثیر اور کشش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

به حسنِ خلق، توان کرد صیدِ اهل نظر

به دام و دانه نگیرند مرغِ دانا را

اہل نظر کا شکار صرف اچھے اخلاق کے ذریعے ہی ممکن ہے کیونکہ ہوشیار پرندے کا شکار دانہ و دام کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا ہے۔

☆عفو و درگذر

مہربانی، نرم دلی اور اچھا رویہ دوسروں کے لئے کشش اور دوستی کی بقا کا ضامن ہیں۔اس کے برعکس، سختی اور لچک سے عاری انسان جہاں خود ٹوٹ جاتا ہے، وہاں دوسروں کو بھی خود سے دور بھگا دیتا ہے۔نرم خوئی کی تاثیر اور اس کے نتیجہ میں انسان کے دوستوں اور ہم مشربوں کی تعداد میں حتمی اضافہ کے بارے میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَنْ لَانَ عَوْدُہٗ تَکَثَّفَتْ اَغْصَانُہٗ"(۲) جس درخت کی لکڑی نرم ہو، اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔

اسی طرح رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ سلوک اور ان کی امداد کرنے کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۶

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۱۴

مَن تَلِنَ حَاشِیَتُه یَستَدِمُ عَمن قَومِهِ المَوَدَةُ'' (۱) جو اپنے رشتہ داروں اور اردگرد کے لوگوں کے ساتھ تواضع اور مہربانی سے پیش آئے گا، اپنی قوم سے ہمیشہ محبت اور دوستی پائے گا۔

پس دوستی صرف عفوودرگذر کے سائے میں ہی آگے بڑھ سکتی ہے۔

☆ انصاف

رویہ میں انصاف کے معنی یہ ہیں کہ انسان دوسروں پر اپنی برتری کا طالب نہ ہو، دوسروں کے حقوق ضائع نہ کرے اور حقوق اور زندگی کے تمام شعبوں میں دیگر سہولیات سے بہرہ مند ہونے میں خودکودوسروں کے برابر خیال کرے۔

ایک باانصاف آدمی ہمیشہ دوسروں کے ساتھ روابط میں "اپنے آپ" کو معیار اور میزان سمجھتا ہے اور تمام نفع ونقصان میں اپنے دوست کو بھی آدھا شریک ٹھہراتا ہے۔ یہ طریقہ اور روش جو یقینا بہت دشوار بھی ہے، امام علی علیہ السلام کے کلام میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

اِجعَل نَفسَکَ مِیزانًا فِیمَا بینکَ و بین غیرکِ فَحِبِ لِغیرکَ مَاتُحِبِ لِنَفسِکَ وَ اَکرِہ لہ ماتَکرِہُ لکَ وَلَا تَظلِم کَمَا لَاتُحِبِ اَن لَاتَظلَمَ و اَحسِن کَمِا تُحِب اَن یحسن اِلیکَ وَ استَقبِح مِن نِفسِک مَاتستقبِحہ مِن غیرکَ'' (۲) اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرسکتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اوپر ظلم پسند نہیں کرتے ہو۔ اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمہارے ساتھ نیک برتاو کرو اور جس چیز کو دوسرے سے برا سمجھتے ہو، اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصور کرنا۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۲۳

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

بالفاظ دیگر یہی دوستوں کے ساتھ اپنے رویہ میں انصاف کا مترادف ہے اور اس کا شمار اہم ترین اخلاقی اقدار میں ہوتا ہے۔

دوسروں کے ساتھ انصاف سے پیش آنا جہاں ایک طرف انسان کی آسائش اور ضمیر کی آسودگی کا باعث بنتا ہے، وہیں اسے دوسروں کی نظر میں محبوب اور ہر دلعزیز بھی بناتا ہے اور اس طرح اس کے حلقہ احباب کے زیادہ سے زیادہ وسیع ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیونکہ "انصاف" ایک طرح دوسروں کے حقوق کو تسلیم کرنا، اپنے حق پر راضی رہنا اور اپنے حق سے زیادہ مانگنے اور دوسروں کے حق میں ظلم کرنے سے پرہیز کرنا ہے؛ ایسا عمل تمام انسانوں کی نظر میں پسندیدہ اور پرکشش عمل ہے۔

اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:

''بِالِانصَافِ یَکثرُ المواصِلون''(۱) انصاف دوستوں کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

☆ تکلفات سے پرہیز کرنا

تکلف کرنا یعنی کسی اور کے لئے زحمت اٹھانا اور مشقتیں برداشت کرنا۔ کبھی کبھار بعض انسان اپنے دوستوں سے ایسی توقعات رکھتا ہے جو اس کے دوستوں کو ان خواہشات کی برآوری میں مشکلات اور تکالیف میں گرفتار کرتا ہے۔ اس لئے چاہیے کہ ہم اپنے دوستوں سے یوں پیش آئیں کہ وہ ہمارے ساتھ سکون محسوس کریں اور انہیں ہماری وجہ سے مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''شَر الِاخوَانِ مَن تُکلفُ لَہ''(۲) دوستوں میں سب سے بدترین وہ ہے جس کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف اٹھانی پڑے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۲۴

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۷۹

کم توقعی اور اپنے دوستوں سے بڑی توقعات نہ رکھنا دوستی کے آداب میں سے ہے۔ اور اس سے دوستی زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس طرح زندگی میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں (اگر تکلف نہ ہو تو انسان خوشی خوشی زندگی گزار سکتا ہے۔)

☆ دوسروں کے حقوق ضائع کرنے سے پرہیز کرنا

کبھی کبھار دوستی میں انسان سے ایسی غلطیاں اور سستیاں سرزد ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے دوستوں کے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں اور انسان اپنی حتمی اور انتہائی ضروری ذمہ داریوں کو انجام دینے سے محروم رہ جاتا ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ کبھی کبھار مضبوط دوستی کے پیش نظر بعض نکات اور آداب کی رعایت نہیں کی جاتی ہے اور ان سے یہ کہہ کر صرفِ نظر کیا جاتا ہے کہ دوستی میں ایسا ہوتا ہے، لیکن اس پکی دوستی سے دوسروں کے حقوق کا ضیاع نہیں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر ہم نے کسی دوست کے مالی حقوق ادا نہیں کئے، یا اس سے توہین آمیز رویہ اختیار کیا یا اس کا ادھار نہیں چکایا یا پھر اس سے تند خوئی اور بے پروائی کا اظہار کیا تو ہمیں یہ کہہ کر جان نہیں چھڑانی چاہیے کہ کیا ہوا ہمارا دوست ہے، کوئی ایرا غیرا تو نہیں ہے۔ اور اس طرح کی دیگر باتیں۔

دوستی اور بھائی چارے کا لحاظ رکھنا دراصل انسان کی سچائی اور مودت کی علامت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَلَا تُضِیعَن حَق اخِیکَ اتِکالاً علی مَا بَینَکَ وَ بَینَہُ فَاِنہُ لَیس لکَ بِاَخٍ مَن ضَیعت حَقہ" (۱) تمہارے اور تمہارے دوست اور بھائی کے درمیان جو اپنائیت اور مضبوط رشتہ اور دوستی ہے، اسے بنیاد بنا کر اپنے دوست کا حق ضائع مت کرنا، کیونکہ تم جس کا حق پائمال کر رہے ہو، وہ مزید تمہارا بھائی نہیں ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۳۱

☆ حدود کا لحاظ رکھنا

اعتدال پسندی دوستی سمیت تمام امور میں بہتر ہے۔اس کے برعکس، دوستی ہو یا دو شمنی، افراط و تفریط سے نقصان پہنچنا ناگزیر ہے۔ کبھی کبھار دو دوست ایک دوسرے کے اس قدر قریب آجاتے ہیں اور ایک دوسرے کی تمام تر باتوں، اخلاقی خصوصیات، انفرادی زندگی اور اسرار و رموز سے اس قدر آگاہ ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی دن ان کی دوستی دشمن میں بدل جائے تو دونوں کو ناقابل تلافی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا ایسے دوست ایک دوسرے سے اس قدر وابستہ ہو جاتے ہیں کہ اگر کبھی ان کے تعلقات خراب ہو جائیں، ان میں فاصلہ پیدا ہو جائے یا ان کی دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جائے، تو انہیں ذہنی طور پر بحرانی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایسے میں ان کے لئے ممکن نہیں رہتا کہ وہ خود کو ان بحرانی شرائط کے خطرناک نتائج سے نہیں بچا سکیں۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ وہ کسی سے دشمنی میں بھی افراط و تفریط کا شکار نہ ہو، کیونکہ اگر کسی دن اپنے دشمن سے اس کی دشمنی دوستی میں بدل جائے تو دشمنی کے ایام کا برا رویہ اس کے لئے ہمیشہ شرمساری اور ذہنی الجھن کا باعث بنا رہے گا۔

دوستی کے معاملے میں اعتدال پسندی اور اس کی معقول حدود کی رعایت کرنے کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

”اَحبِب حَبِیبَکَ هَوناً مَا عَسی اَن یَکُونَ بغِیضَکَ یَوماًمَا وَ اَبغِض بغِیضَکَ هَوناً مَا عَسی اَن یَکُونَ حَبِیبکَ یوماًمَا“ (۱) اپنے دوست سے ایک محدود حد تک دوستی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن دشمن ہو جائے؛ اور دشمن سے بھی ایک حد تک دشمنی کرو شائد ایک دن دوست بن جائے (تو شرمندگی نہ ہو)

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۶۸

☆محبت آمیز رویہ

دوستی میں استحکام اور پائداری لانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی دلی محبت کا اظہار کرے اور اسے زبان سے ادا کرے۔

دین کی سفارشات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنے دینی بھائیوں کی نسبت مودت اور اپنائیت کا اظہار کرے۔ امیر المومنین علیہ السلام خدا کے ان بندوں کی خاص خصوصیات کا ذکر فرماتے ہیں جو علوم الٰہی کے وارث اور حامل ہیں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں:

''یَتَوَاصَلُونَ بِالوِلَایَةِ وَیَتَلاقُونَ بِالمَحَبةِ'' (۱) ایک دوسرے سے ان کا رشتہ ولایت اور یکرنگی اور ایک دوسرے سے ان کا رویہ مہر و محبت پر مبنی ہے۔

ایسا رویہ دوستی اور بھائی چارے کو مستحکم کرتا اور انسانوں کے درمیان دوستی میں اضافہ اور محبت میں تقویت کا باعث بنتا ہے۔

با صدق و صفا باش به یاران عزیز

می ساز فدای راه ایشان همه چیز

هرچند بود عزیز، جان در نظرت

چون یار طلب کند، فدا کن آن نیز (۲)

اپنے عزیز دوستوں کے ساتھ سچائی کا اظہار کر اور ان کے لئے ہر چیز کی قربانی دے۔ اگرچہ تمہاری نظر میں سب سے عزیز شے تمہاری زندگی ہے لیکن اگر یار اس کا تقاضا کرے تو اسے بھی یار پر نثار اور فدا کر دے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۲۱۴

(۲) یحیی برقعی، چکیدہ اندیشہ ہا، ج ۱، ص ۲۳۵

☆عیوب پوشی

سچے دوست ایک دوسرے کی آبرو کا پاس رکھتے اور آپسی عیوب اور خطاؤں کو فاش کرنے کا باعث نہیں بنتے ہیں۔ ایسے دوست ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے غیبت اور عیب جوئی سے پرہیز کرتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام کے ہاں اس بارے میں ایک طویل بیان ملتا ہے:

تمہارے شایانِ شان تو یہ ہے کہ تم اپنے دوست کی سرزنش اور عیب پکڑنے سے باز رہو اور یاد کرو کہ کس طرح خداوند عالم نے تمہاری خطاؤں اور گناہوں کو چھپا رکھا ہے جو اس کی خطاؤں اور گناہوں سے کئی گنا بڑے ہیں تاکہ تم بھی دوسروں کی خطا پوشی کرو۔ پس تم کس طرح اسے ایسے گناہ پر سرزنش کرتے ہو جو تم پہلے ہی انجام دے چکے ہو؟ اس کی خطا کے بدلہ میں اس کی عیب جوئی میں عجلت سے کام نہ لینا کہ شاید خداوند نے اسے بخش دیا ہو۔ اپنے چھوٹے گناہوں سے بھی غافل نہ رہنا، کہ شاید انہیں کی وجہ سے تمہیں عذاب جھیلنا پڑے۔ اپنے دوستوں کی عیب جوئی سے پرہیز کرو کیونکہ تم خود اپنے عیوب کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو۔(۱)

☆برائی کا جواب اچھائی سے دینا

اگر انسان کا دوست کسی خطا اور غلطی کا مرتکب ہو جائے تو بجائے اس کے ساتھ برائی کرنے، اس کی مذمت کرنے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے، چاہیے کہ ہم بزرگواری اور کریمی کا ثبوت دیں کیونکہ اس طرح وہ شرمندہ ہوگا اور اپنی غلطی کا احساس کریگا۔ اسی طرح اگر تمہیں کسی دوست سے خطرہ ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے تو بھی اس کے ساتھ نیکی اس کی ممکنہ برائی کو روکنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یقیناً برائی کا جواب برائی سے دینا مسئلہ کو سلجھانا نہیں بلکہ اسے اور الجھا دینا ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۴۰

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَاتِب اَخَاکَ بِالاِحسانِ اِلیهِ وَار دُد شَرهُ بِالاِنعامِ علیه" (۱) اپنے بھائی کو احسان کے ساتھ تنبیہ کرو اور اس کے شر کا جواب لطف و کرم کے ذریعہ دو۔

☆ واپسی کا امکان

کبھی کبھار دوستوں کے درمیان کچھ مسائل جنم لیتے ہیں جو ان کی آپسی ناراضگی اور جدائی کا باعث بنتے ہیں۔ ممکن ہے یہ جدائی ان کے توہمات، معمولی اور غیر اہم باتوں یا دوسروں کی چغلی کھانے اور زہریلی باتوں کا نتیجہ ہو۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ہی انہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہو جاتا ہے اور وہ اس جدائی پر پشیمان ہو جاتے ہیں۔ لیکن انہیں واپسی کا راستہ دکھائی نہیں دیتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ناراضگی کے وقت اور جدائی کے زمانے میں واپسی کے تمام راستے بند نہیں کرنے چاہئیں تا کہ دوبارہ دوستی کے امکانات باقی رہیں اور بارِ دیگر دوستی کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ اور راستہ موجود ہو:

وَ اِن اَرَدتَ قَطِیعَةَ اَخِیکَ فَاستَبِق لَه مِن نفسِکَ بَقِیة یَرجِعُ اِلیها اِن بَدَا لَه ذالکَ یَو مامًا" (۲) اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہو تو واپس آ سکے۔

☆ لوگوں سے میل جول

نہ صرف دوستوں بلکہ تمام لوگوں سے اس طرح سے میل جول اختیار کرنا چاہیے کہ ان کے دلوں میں انسان کی جگہ بنی رہے، اس طرح کہ وہ ہماری زندگی میں ہماری طرف تمائل محسوس کریں اور

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۵۷

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

اور ہماری موت پر ناخوش اور غمگین ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری زندگی انہیں آہ و فریاد پر مجبور کردے اور ہماری موت کی خبران کی خوشی اور آسودگی خاطر کا باعث بنے۔ "لوگوں کے ساتھ" جینے کا یہ ہنر امام علی علیہ السلام کے کلام میں ڈھل کر یوں سامنے آتا ہے:

"خَالِطوا النَاسَ مُخَالِطَةً اِن مِتم مَعَها بَکَوا عَلَیکم وَ اِن عِشتم حَنوا اِلیکم" (۱) لوگوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ مرجاو تو لوگ گریہ کریں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق رہیں۔

☆ جدائی کے عوامل سے پرہیز کرنا

دوستی کے ظریف جام کو ٹوٹنے اور محبت کے لطیف رشتے کو منقطع ہونے سے ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہیے۔ دوستی کے خاتمے کا باعث بننے والے عوامل کی پہچان اور ان سے دوری ضروری ہے۔ کبھی کبھار جدائی کا ریشہ انسان کے اندر سے پھوٹتا ہے۔ آلودہ نیتیں، غیر سالم ارادے اور بیمار دلوں کا عکس کبھی نہ کبھی انسان کے ظاہر پر پڑ ہی جاتا ہے اور اس طرح سچے اور مضبوط دوستوں کے درمیان جدائی پیدا ہو جاتی ہے۔

امام علی علیہ السلام اپنی نصیحت میں اس بات کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں: "وَ اِنما اَنتم اِخوان عَلیٰ دِینِ اللهِ مَا فرَقَ بَینَکُم الا خُبثُ السَرائِرِ و سُوءُ الضَمَائِرِ" (۲) تم دین خدا کے اعتبار سے بھائی بھائی تھے لیکن تمہیں باطن کی خباثت اور ضمیر کی خرابی نے الگ الگ کر دیا ہے۔

پس اگر ہم اپنے دل و دماغ کو پاک صاف رکھیں تو ہماری دوستی متاثر ہوگی نہ ہمارے درمیان جدائی پیدا ہوگی۔

☆☆☆☆☆

---
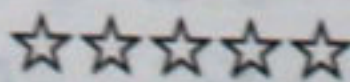
(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۰

(۲) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۱۳

دوستی کس سے کریں؟

دوست انسان کی شخصیت کی سند اور آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اگر ہم بغیر سوچے سمجھے ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کردیں جو بدنام، بدسیرت، بداخلاق اور مفسد ہیں، تو ان کا فساد ہمیں بھی دامنگیر ہوجائے گا۔ جبکہ اچھے اور شائستہ دوست ہمارے وجود میں ترقی و کمال کا زمینہ فراہم کرتے ہیں۔

همنشین تو از تو بِه باید

تا تورا عقل و دین بیفزاید

تمہارے دوست کا تم سے بہتر ہونا ضروری ہے تاکہ وہ تمہاری عقل اور ایمان میں اضافے کا باعث بن سکے۔

دوستی، ہمراہی اور ہمدمی عام طور پر دوستوں میں ہمرنگی و یک رنگی پیدا کرتی ہیں۔ انسان سب سے زیادہ اثر اپنے دوستوں کا لیتا ہے۔ اچھے لوگوں سے دوستی انسان کو بھی اچھائی، نیکی اور خیر کی طرف لے جاتی ہے۔ "قلبی محبت" ہمیشہ "عملی اطاعت" کا پتہ دیتی ہے۔ امام علی علیہ السلام ایسے لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں جو صالح اور اچھے انسانوں کی ہمنشینی کے باوجود ان کی طرح عمل نہیں

کرتے ہیں۔(۱) یہ اعتراض اس لئے ہے کیونکہ قاعدے کے مطابق انسان کی دوستی کا نتیجہ ہمراہی اور ہمرنگی کی صورت میں برآمد ہونا چاہیے اور اسے صرف دعوے تک منحصر نہیں رہنا چاہیے۔

امام علی علیہ السلام اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے نام اپنی نصیحت آموز خط میں اچھے اور برے لوگوں کے ساتھ انسان کی دوستی اور ہمدمی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''قَارِن اَھلَ الخَیرِ تَکُن مِنھُم وَ بَایِن اَھلَ الشَر تَبِن عَنھُم''(۲) اچھے لوگوں سے میل جول اور دوستی اختیار کرو تا کہ ان کے ساتھ رہو اور برے لوگوں سے الگ ہو جا تا کہ ان سے دور رہ سکو۔

یہ اس بات کی علامت ہے کہ اچھے یا برے لوگوں کی مودت، دوستی اور ان کے ساتھ مانوسیت رفتہ رفتہ انسان کو ان جیسا بنا دیتی ہے اور انسان میں بھی ان کی خصوصیات اور خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں، بالکل ہوا کے اس جھونکے کی طرح جو کسی چمن یا جوہڑ سے آتی ہے تو اسی کی خوشبو یا بدبو لے کر آتی ہے۔

جب مٹی پھول کے قریب جاتی ہے تو اسی کا رنگ اور خوشبو لے لیتی ہے۔

خدا سے محبت کرنے والے باایمان لوگوں کی دوستی انسان کی ایمانی تربیت اور اخلاقی ترقی و کمال میں نہایت موثر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام علی علیہ السلام اپنے اصحاب میں سے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا کا احترام کرے اور خدا سے محبت کرنے والوں سے دوستی کرے: ''اَحِبب اَحِبَاءہ''(۳)

حضرت علی علیہ السلام کی نصیحتوں کے بارے میں ایک اور نکتہ اپنے والد کے دوستوں سے دوستی کرنا ہے۔ چونکہ دائمی اور مستحکم دوستیاں وفاداری، سچائی اور صداقت کی علامت ہوتی ہے۔ جب کسی

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۱۵۰

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

(۳) نہج البلاغہ، خط نمبر ۶۹، حارث ہمدانی سے خطاب

کا باپ ایک عمر گزارنے، امتحانات سے گزرنے، دنیا کا اچھا برا دیکھنے اور مختلف حالات و شرائط میں مختلف لوگوں کو آزمانے کے بعد جن چند دوستوں کو اپنے لئے منتخب کرتا ہے، وہ اس کے بیٹوں کے لئے ایک عمدہ معیار ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَوَدَّةُ الآبَاءِ قَرَابَةٌ بَینَ الابنَاءِ وَالقَرابَةُ اِلی المَودَةِ اَحوَج مِن المَودَةِ اِلی القَرابَة"(۱) بزرگوں کی محبت بھی اولاد کے لئے قرابت کا درجہ رکھتی ہے اور محبت قرابت کی اتنی محتاج نہیں جتنی قرابت محبت کی محتاج ہوتی ہے۔

اصل معیار" دوستانہ روابط "ہیں۔ اگر رشتہ دار آپس میں اپنائیت اور دوستانہ انداز میں نہ رہیں، تو ایسی رشتہ داری کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن دوستانہ روابط خود ہی ایک اہم اصول ہے، اگرچہ دوستوں کے درمیان رشتہ داری بھی نہ ہو۔ امام علی علیہ السلام کے کلام کے مطابق انسان اپنے والد کے دوستوں کو" چچا" بلاسکتا ہے کیونکہ ایسی پرانی اور گہری دوستی خود بھی رشتہ داری کی مثال بن جاتی ہے۔

با حکیمی دوش گفتم: پیش تو
دوست بهتر یا برادر؟ گفت: دوست
آن برادر را که با دلخواه خویش
برگزیدی از میان خلق، اوست (۲)

میں نے ایک دانا سے پوچھا: تمہارے خیال میں دوست بہتر ہے یا بھائی؟ وہ بولا: دوست، کیونکہ دوست ایسا بھائی ہے جسے تم اپنی مرضی سے تمام انسانوں میں سے اپنے لئے انتخاب

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۰۸

(۲) علی باقر زادہ "بقا"۔

کرتے ہو۔

امام علی علیہ السلام کی باتوں سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے اور ائمہ معصومہ علیہم السلام سے منقول بے شمار روایات کی بنا پر صرف ایسے شخص سے دوستی کی جائے جو: خداشناس ہو، دیندار ہو، سچا ہو، دوستی اس کی سیرت ہو، امانتدار ہو اور پاکیزہ ہو، اس کی دوستی انسان کی آسائش اور ترقی و پیشرفت کا باعث بنتی ہو، انسان کو اس کے علم اور دین سے فائدہ پہنچتا ہو، ہمدلی اور باوفائی کا حامل ہو، مشکلات میں اپنے دوستوں کا ساتھ نہ چھوڑتا ہو اور اپنے دوست کے لئے بھی وہی پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

صرف ایسا شخص دوستی کے لئے مناسب اور اس کی دوستی غنمیت اور فائدہ مند ہے۔

☆☆☆☆☆

ان لوگوں سے دوستی نہ کریں!

بالکل ایک ایسے انسان کی طرح جسے خطرناک راستے کا علم ہو اور جسے معلوم ہو کہ اس راستے پر چلنے والا آگے جا کر گھائی میں گرے گا اور جو مسافروں کو ہر آن آگاہ کرتا ہے کہ ممکنہ خطروں، آنے والے ہر موڑ، گھاٹیوں اور غارت گروں سے ہوشیار رہیں، امام علی علیہ السلام بھی انسان کو زندگی کے راستے میں ہر آن خبردار کرتے ہیں تا کہ انسان نایاب دوستوں کی چاہت میں کسی گھاٹی میں نہ گر جائیں اور خطروں سے اپنی غفلت کے سبب مصیبتوں میں نہ گرفتار ہو جائیں۔

بايد به جهان رفيق فهميده گرفت
هم صحبت مشفق و جهانديده گرفت
هرگز خردش به دوستى نپسندد
آن کس که رفيق ناپسنديده گرفت (۱)

چاہیے کہ انسان دنیا میں اچھے دوست منتخب کرے اور دوستی کے لئے مشفق اور جہاں دیدہ

(۱) ابوالحسن میرزا شیخ الرئیس، شعر در زندگی، ص ۱۴۴

دوست چنے۔ کیونکہ خردمند انسان ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنا دوست بغیر پرکھے انتخاب کرتا ہے۔

تو کون ہے یہ ناپسندیدہ، دوست جس سے حذر کرنا ضروری ہے؟ اور جو لوگ دوستی کے قابل نہیں ہیں، ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ یہاں، ہم ایک بار پھر امام علی علیہ السلام کی باتوں سے استفادہ کرتے ہیں اور جن لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے، انہیں پہچانتے ہیں:

☆ بدکار اور تنگ نظر لوگ

کمزور ذہن کے مالک جاہل اور تنگ نظر افراد، خاص طور پر اگر وہ برے افعال و اعمال بھی انجام دینے والے ہوں، تو دوستی کے لائق نہیں ہوتے ہیں، چونکہ اپنے دوستوں کو جہالت اور فساد کی طرف لے جاتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وَاحذَر صَحَابَةَ مَن یَفِیلُ رائِه، وَ یَنکَرُ عَملُهُ'' (۱) ایسے شخص کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کر جس کی فکر سست اور کمزور اور عمل برا اور ناپسندیدہ ہو۔

☆ گناہگار اور فاسق لوگ

جن لوگوں میں لاابالی پن موجود ہو، جو تباہکار اور معصیت اور غیر قانونی کام انجام دینے والے ہوں، کیونکہ ایسے لوگ دوسروں کو بھی گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں، تا کہ انہیں ہمیشہ شریک جرم اور اپنے لئے ہمراہ میسر آتے رہیں۔ اس لئے جس طرح ہم ایسے لوگوں سے دور بھاگتے ہیں جنہیں کوئی وبائی مرض لاحق ہو چکا ہو، ہمیں چاہیے کہ ہم فسق و فجور انجام دینے والوں کی دوستی سے بھی ایسے ہی گریز کریں؛ کیونکہ ان کی دوستی ہمیں بھی دامنگیر ہو جائے گی اور ان کے ساتھ ساتھ ہم بھی

---

(۱) نہج البلاغہ، خط نمبر ۶۹

بدنام ہو جائیں گے۔ امام علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

)وَاِیاکَ وَ مُصَاحِبَۃَ الفُساقِ، فَانَ الشرَ بِالشر مُلحق"(۱) فاسقوں کی ہمنشینی اور دوستی سے پرہیز کرو کیونکہ برائی آخر کار برائی سے ملحق ہو جاتی ہے۔

ِ)ایاکَ وَ مُصادِقَۃَ الفَاجِرِ فِانہُ یَبِیعُکَ بِالتافِۃ"(۲) فاجر شخص کی دوستی سے بچو کہ وہ تمہیں سستے داموں فروخت کر دے گا۔

☆احمق

احمق اس شخص کو کہتے ہیں جو بے وقوف ہو اور جس کے کام خردمندانہ نہ ہوں، اس کی باتیں پاگلوں کی سی ہوتی ہیں اور اس میں عقل وشعور کا فقدان ہوتا ہے۔ امام علی علیہ السلام ایسے شخص کی دوستی سے پرہیز کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اِیاکَ وَ مُصادِقَۃَ الاَحمَقِ فِانہ یُرِیدُ اَن یَنفِعَ فَیضرُ " (۳) خبردار کسی احمق کی دوستی اختیار نہ کرنا کہ تمہیں فائدہ بھی پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا۔

"نادان کی دوستی" والی حکایت اس بات کی روشن اور واضح دلیل ہے جس میں احمق دوستوں کی طرف سے نقصانات پہنچانے کی بات کی گئی ہے۔ امام علی علیہ السلام نے ایک اور بیان میں ایسے انسانوں کو" مائق " سے تعبیر کیا اور فرمایا ہے:

بیوقوف کی صحبت مت اختیار کرنا کہ وہ اپنے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور تم سے بھی ویسے ہی عمل کا تقاضا کرے گا۔ (۴)

---

(۱) نہج البلاغہ، خط نمبر ۶۹

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۳۸

(۳) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۸

(۴) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۹۳

جاہلوں اور بیوقوفوں سے دوستی ختم کرنے کا انجام بہت اچھا ہوتا ہے اور یہ کام ایسا ہے گویا کسی نے خردمندوں سے دوستی کر لی ہو۔

جاہلوں سے دوستی ختم کرنے والوں کو احساس زیاں سے بچانے کے لئے امام علی علیہ السلام اس کام کے فائدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قطیع الجاھل تعدل صل العاقل" (۱) نادان سے رشتہ توڑنا کسی عاقل سے دوستی کے برابر ہے۔

منشین با بدان که صحبتِ بد

گرچه پاکی، تو را پلید کند

آفتاب بدین بزرگی را

پاره ی ابر، ناپدید کند (۲)

برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے اجتناب کرو کہ اگرچہ تم پاک ہو، وہ تمہیں پلید بنا دیں گے۔ (کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح (اس قدر بڑے سورج کو بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نظروں سے غائب کر دیتا ہے۔)

☆بخیل:

تنگ نظر اور بخیل افراد دوسروں کو خیر پہنچانے سے دریغ کرتے ہیں اور انہیں کوئی خیر نہیں پہنچاتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ دوستی بے فائدہ اور نقصان دہ ہے۔ بخیل افراد کی دوستی نہ کرنے کے بارے میں امام علی علیہ السلام یوں فرماتے ہیں:

---

(۱) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

(۲) حکیم سنائی غزنوی، دیوان اشعار

"ایاکَ وَ مُصادِقَةَ البَخیلِ فِانهُ یَقعُدُ عن اَحوَجَ مَاتُکون اِلیهِ" (۱) اسی طرح کسی بخیل سے دوستی نہ کرنا کہ تم سے ایسے وقت میں دور بھاگے گا جب تمہیں اس کی شدید ضرورت ہوگی۔

☆ جھوٹا

جوتمہارے سامنے دوسروں کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، وہ دوسروں کے پاس جاکر تمہارے بارے میں بھی جھوٹ بولے گا۔ جھوٹے پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ نہ اس کی باتوں کی کوئی اساس اور بنیاد ہے، نہ اس کے رویے کی۔ امام علی علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں ایک جھوٹا شخص فریبکار ہوتا ہے:

"اِیاکَ وَ مُصَادِقَةَ الکَذابِ فَاِنهُ السَرابِ یُقرِبُ عَلَی البعِید و یُبعِد عَلیٰ القرِیب" (۲) کسی جھوٹے کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ وہ مثل سراب ہے جو دور والے کو قریب کردیتا ہے اور قریب والے کو دور کردیتا ہے۔

اور انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی نقصان کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے لئے مندرجہ بالا صفات والے دوست چنے جو اپنے دوست کو ایک فریبی سراب میں چھوڑ دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے اردگرد پھیلی ہوئی حقیقتوں اور سچائیوں کو کبھی نہ جان پائے۔ جھوٹے کی کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ سچا نہیں ہے اور انہیں ہمیشہ غلطیوں میں مبتلا رکھتا ہے۔

"ای جان فدای آن کہ دلش با زبان یکی است"

میں ایسے انسان پر نثار ہوجاں جس کی زبان اور دل دونوں دراصل ایک ہیں۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۳۸

(۲) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۳۸

حافظ شیرازی کے بقول:

نخست موعظه پیر می فروش این است

که از مصاحب ناجنس، احتراز کنید

بوڑھے مے فروش کی سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ کمینے کی دوستی سے پرہیز کیا کرو۔

☆ملزم

چونکہ عام طور پر لوگوں کے بارے میں رائے قائم کرنے سے پہلے ان کے دوستوں کو دیکھا جاتا ہے اس لئے کسی بھی سلسلے میں ملزم قرار پانے والے (جیسے کفر، نفاق، اخلاقی فساد، بے دینی اور دیگر ناتوانیوں میں مشہور) کی دوستی بھی انسان پر اثر انداز ہوتی اور اسے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ امام علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق:

''اَلصاحب مُعتَبَر بِصَاحِبِه''(۱) انسان اپنے دوستوں کی قربت سے پہچانا جاتا ہے۔

اس لئے درج بالا موارد کے بارے میں مورد الزام لوگوں سے میل جول سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''لَا خَيرَ فِي مُعِينٍ مُهِينٍ، وَلَا فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ''(۲) خوار و زبوں کرنے والے یاور اور الزام اور بدظنی کی زد پر آئے ہوئے دوست میں کوئی خیر موجود نہیں۔

☆دوست کا دشمن

جب ہم کسی سے دوستی کرتے ہیں تو اس کے دوست ہمارے دوست اور دشمن ہمارے دشمن شمار ہوتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام کے کلام میں یہ حقیقت یوں بیان ہوئی ہے:

---

(۱) نہج البلاغہ، خط نمبر ۶۹

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

تمہارے دوست بھی تین طرح کے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے ہیں: دوستوں کی قسمیں یہ ہیں کہ تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور اسی طرح دشمنوں کی تین قسمیں یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔(۱)

اس تقسیم کی بنا پر ہمارے دوست کا دشمن ہمارا بھی دشمن سمجھا جائے گا اور ہمیں اس سے دوستی سے احتراز کرنا چاہیے۔ اس نکتہ کے بارے میں اور ایسی دوستی سے پرہیز کی بابت امام علی علیہ السلام یوں فرماتے ہیں:

''لَاتَتخِذَنَ عَدُو صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِي صَدِيقَكَ''(۲) اپنے دوست کے دشمن سے دوستی نہ کر کہ اس طرح تو اپنے دوست سے دشمنی مول لے گا۔

☆ لا پرواہ لوگ

ایک اچھے دوست کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ سخت اور دشوار حالات میں اپنے دوست کے ساتھ ہمدردی، غمخواری اور اس کی مدد کرتا ہے۔ جو لوگ مصیبتوں میں اپنے دوستوں کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے لئے اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کہ ان کے دوست کس حالت میں ہیں، ایسے لوگ دوستی کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام اس بارے میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے، ایسے لوگوں کو "دشمن" سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''مَن لَم يُبالِكَ فَهُوَ عَدُوكَ''(۳) جو تمہارا خیال نہیں کرتا اور تمہیں اہمیت نہیں دیتا، وہ تمہارا دشمن ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۹۵

(۲) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

(۳) نہج البلاغہ، خط نمبر ۳۱

دوستی و محبت میں دوست دشمن کی پہچان از حد ضروری ہوتی ہے۔ جو اپنے اصلی دوست اور دوست نما افراد میں فرق نہیں جانتا، نہ صرف دھوکہ کھاتا ہے بلکہ اس سلسلے میں نقصان بھی اٹھاتا ہے۔

ای بسا ابلیس آدم رو که هست

پس به هر دستی نباید داد دست (۱)

کتنے ہی ابلیس ایسے ہیں جن کے چہرے انسانوں کے سے ہیں۔ اس لئے ہر کس و ناکس کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھانا چاہیے۔

اسی طرح دشمن شناسی بھی نہایت اہم اور ضروری بحث ہے، اگرچہ دوستی اور دوست شناسی سے غیر مربوط نہیں لیکن یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑیں گے اور دوستی کے لئے ناموزوں افراد کے بارے میں اسی قدر بحث پر اکتفا کریں گے۔

☆☆☆☆☆

(۱) ملک الشعرا بہار، دیوان اشعار
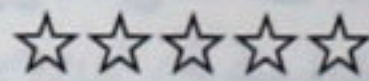
امام علی علیہ السلام کا خاص دوست

امام علی علیہ السلام جہاں اچھے اور برے دوستوں اور ان کی دوستی کے بارے میں اہم رہنمائی فرماتے ہیں، وہاں اپنے ایک واقعی اور سچے دوست کے بارے میں بھی بیان کرتے ہیں جن میں "ایک شائستہ دوست" کی تمام تر خوبیاں موجود ہیں۔ اس دوست اور اس کی اخلاقی خصوصیات کا تذکرہ دراصل ایسے لوگوں کی رہنمائی کرنا ہے جو اچھے دوست کی تلاش میں رہتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام اپنے اس دوست کو اپنا بھائی بتاتے ہیں بغیر ان کا نام لئے۔(۱)

امام علیہ السلام اس دوست سے اپنی محبت کا سبب یوں بیان کرتے ہیں:

گذشتہ زمانہ میں میرا ایک بھائی تھا دینی بھائی؛ جس کی میری نگاہوں میں بڑی عظمت تھی۔ جس چیز اسے میری نظر میں عظیم بنایا تھا وہ دنیا کا اس کی نظر میں حقیر ہونا تھا۔ اس پر پیٹ کی حکومت نہیں تھی۔ جو چیز نہیں ملتی تھی، اس کی خواہش نہیں کرتا تھا اور جو مل جاتی تھی، اسے زیادہ استعمال نہیں کرتا تھا۔ اکثر اوقات خاموش رہا کرتا تھا اور اگر بولتا تھا تو تمام بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا۔

---

(۱) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ امام علی علیہ السلام کے یہ دوست یا "ابوذر غفاری" تھے یا "عثمان بن مظعون" یا کوئی اور۔

سائلوں کی پیاس کو بجھا دیتا تھا اور بظاہر عاجز اور کمزور تھا لیکن جب جہاد کا موقع آجاتا تھا تو ایک شیر بیشہ شجاع اور اژدر وادی ہو جایا کرتا تھا۔ کوئی دلیل نہیں پیش کرتا تھا جب تک فیصلہ کن نہ ہو اور جس بات میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی، اس پر کسی کی ملامت نہیں کرتا تھا جب تک عذر سن نہ لے۔ کسی درد کی شکایت نہیں کرتا تھا جب تک اس سے صحت نہ حاصل ہو جائے۔ جو کرتا تھا، وہی کہتا تھا اور جو نہیں کر سکتا تھا، وہ کہتا بھی نہیں تھا۔ اگر بولنے میں اس پر غلبہ حاصل بھی کر لیا جائے تو سکوت میں کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا۔ جب اس کے سامنے دو طرح کی چیزیں آتی تھیں اور ایک خواہش نفس سے قریب تر ہوتی تھی تو اسی کی مخالفت کرتا تھا۔

اس کے بعد امام فرماتے ہیں:

لہذا تم سب بھی انہیں کے اخلاق کو اختیار کرو اور انہیں کی فکر کرو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو یاد رکھو کہ قلیل کا اختیار کر لینا کثیر کے ترک کر دینے سے بہر حال بہتر ہوتا ہے۔ (۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے جو صفات اپنے بہترین دوست کے لئے گنوائے ہیں، ان میں سے ہر صفت انسان کے لئے مشعل راہ ہے کہ وہ کس طرح زندگی گزارے؛ اور اگر ہم اچھے دوستوں کی تلاش میں ہیں تو پھر یہ خصوصیات ہمارے لئے اخلاقی اقدار کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر خصوصیت اس بات کی دلیل ہے کہ اسے خود میں پیدا کرنے اور پرورش دینے والے نے خود پر تسلط پیدا کر کے اپنی تمناں اور نفسانی خواہشات پر قابو پا لیا ہے۔ پس یہ خصوصیات جس کسی میں بھی موجود ہوں گے، وہ دوستی کے لائق ہو گا۔

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ امام علی علیہ السلام خود ان تمام فضیلتوں کا مجسم نمونہ تھے؟!

اس طرح امام علیہ السلام کی محبوبیت کا راز بھی از خود معلوم ہو جاتا ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۸۹

امیر المومنین علیہ السلام سے دوستی اور محبت کا ریشہ ایسے دلوں میں پایا جاتا ہے جو پاک صاف اور صدق وایمان سے لبریز ہوتے ہیں۔ امام علیہ السلام خود اس بارے میں یوں فرماتے ہیں: اگر میں اس تلوار سے مومن کی ناک بھی کاٹ دوں کہ مجھ سے دشمنی کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا اور اگر دنیا کی تمام نعمتیں منافق پر انڈیل دوں کہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا۔(۱)

کیونکہ امام علی علیہ السلام خود بھی سچے مومن کے گرویدہ اور منافق کے سخت دشمن تھے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر ان کی محبت ہمیشہ مومن کے دلوں کی زینت بنی رہے، جبکہ منافق کبھی بھی ان کی محبت کا مزہ چکھنے کے قابل نہ ہو سکے۔

کبوتر با کبوتر، باز با باز
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز(۲)

کبوتر کبوتر کے ساتھ اور شاہین شاہین کے ساتھ اڑتے ہیں کیونکہ پرواز ہمیشہ اپنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۵
(۲) نظامی گنجوی، خسرو شیرین
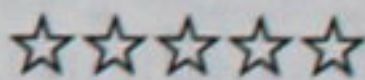
آخری بات

محبت اور دوستی انسان کی زندگی کو بامعنی بنا دیتی اور اس میں حرارت پیدا کرتی ہے، اس میں امید اور ہدف پیدا کرتی ہے۔ اس طرح انسانی معاشرے کو متحرک رکھتی اور انسان میں کوشش کا جذبہ جگائے رکھتی ہے۔

لیکن۔۔۔ عشق و محبت کی اہمیت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ معشوق کس قدر اہم ہے۔

عشق هایی کز پی رنگی بود
عشق نبود، عاقبت ننگی بود (۱)

وہ عشق جو (دنیاوی) رنگوں سے رنگا ہو، دراصل عشق نہیں ہے بلکہ آخرکار انسان کی رسوائی کا باعث بنے گا۔

جو انسان اصلی اور قابل قدر محبوب سے آگاہ نہیں ہوتے ہیں، وہی نقلی معشوقوں، جلد ہی فنا ہونے والے عشق، ہوس آلود اور خام دوستیوں کے پیچھے جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہمارے

---

(۱) مولوی، مثنوی معنوی

دوست واقعادوستی کے لائق ہوں تو ہمارا دل ان کی رہائشگاہ اور گھر ہونا چاہیے اور ہم ان پر اپنی تمام ترمحبت اور ایثار کو قربان کر دیں، لیکن بہر حال عام انسانوں کے عشق سے بڑھ کر بھی کچھ عشق اور عام محبوب سے بہتر بھی کئی محبوب موجود ہیں۔

قرآن کریم" خداوند عالم " کو ہی ہر مومن انسان کا برترین عشق اور بہترین معشوق قرار دیتا ہے۔(۱)

اسی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:" اپنی اولاد کی تربیت میری محبت، میرے اہل بیت علیہم السلام

کی محبت اور قرآن کریم کی طرف میلان اور توجہ پر کیا کرو۔ "(۲)

اگر کسی کو چاہنا طے ہے تو پھر کتنا اچھا ہوگا اگر ہم اس محبت کے لئے بہترین ہستیوں کا انتخاب کر لیں۔

اگر طے ہے کہ ہمیں کسی سے مہر و محبت کا اظہار کرنا ہے تو چاہیے کہ یہ عشق و محبت کسی ایسی ہستی (ہستیوں) سے ہو جو اس بات کے لائق ہو کہ ہم اپنا عشق اس پر نثار کر سکیں۔ بقول سعدی شیرازی:

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی

عشق محمد بس است و آل محمد (۳)

اے سعدی! اگر تجھے عشق اور جوانی کا لطف لینا ہی ہے تو اس کے لئے محمد و آل علیہم السلام کا عشق بہت ہے۔

اگر عشق اور دوستی انسان کو اپنے جیسا بنا دیتے ہیں، تو کیوں نہ ہم خدا، اس کے رسول (ص)، ائمہ اطہار علیہم السلام اور خدا کے پاک اور صالح بندوں سے محبت کریں تا کہ نہ صرف اس دنیا میں حیات طیبہ

---

(۱) سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۶۵

(۲) احقاق الحق، ج ۱۸، ص ۴۹۸

(۳) کلیات سعدی، قصائد

کے مالک بن جائیں بلکہ ہماری عاقبت اور قیامت کا دن بھی سنور جائے، اور وہاں بھی یہ عشق ہماری شفاعت کا سامان کرے۔ اس طرح ہم ابدی فلاح اور برتری کے مالک بن جائیں اور نیک بندوں کے ساتھ محشور ہوں۔ جی ہاں! عشق اور دوستی صرف خاندان پاک محمد (ص) کے ساتھ ہی زیبا ہے۔

با عترتیم و چون غزل عاشقانه ایم
بر شاخه بلند ولایت، جوانه ایم

در دام عشق، دانه رنج و بلا خوش است
عمری است ما اسیر همین دام و دانه ایم

ما مرغ بام خانه آل محمدیم
هر جا رویم، در پی عترت روانه ایم (۱)

اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ رہ کر ہم ایک عاشقانہ غزل کے مانند ہیں۔ ہم ولایت کی بلند و بالا شاخ پر کھلنے والی کلیاں ہیں۔ عشق کے دام میں گرفتار ہونے والوں کو رنج ومصیبت کا دانہ بہت ہے۔ زمانے ہو گئے کہ ہم بھی اسی دام اور اسی دانہ کے اسیر ہیں۔ ہم ایسے پرندے ہیں جو اہل بیت علیہم السلام کی چھت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور چاہے ہم جہاں جائیں اور جہاں رہیں، صرف اہل بیت علیہم السلام کے پیچھے چلتے چلے جائیں گے۔

ہماری قدر و منزلت ہمارے معشوق کو دیکھ کر طے کی جاتی ہے۔

پس لازمی ہے کہ ہم سوچ سمجھ کر دوستی اور محبت کریں۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) برگ و بار، ص ۶۲
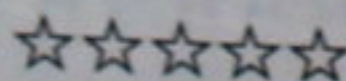
قائد انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ امام خامنہ ای

نہج البلاغہ کی جانب توجہ کی غرض سے ایک حساس نکتے کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں، اس کتاب کی جانب توجہ کم نظر آرہی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ ہم اس علمی خزانے سے بے خبر ہیں جو اس کتاب میں موجود ہے۔ پھر ہمارے عوام یہاں تک محقق حضرات بھی اس بے مثال کتاب میں موجود عظیم سرمایہ کے حصول کی اہمیت سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

ہماری مثال اس بیمار جیسی ہے جس کی جیب میں یا اس کی الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اور سـتھ ساتھ اس مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے۔صدیوں سے نہج البلاغہ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی فردی اور اجتماعی بیماریوں کو سینے سے لگائے رکھا۔یہ وہ افسوس ناک درد ہے جو ہر اس شخص کو تڑپائے گا جو نہج البلاغہ سے آگاہی حاصل کرلے۔
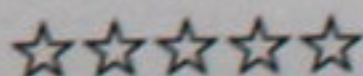
استاد شہید مرتضیٰ مطہری فرماتے ہیں:

نہج البلاغہ امام علی علیہ السلام کی حیات کا آئینہ ہے۔ امام کا کلام خود ان جیسا ہے کیونکہ ہر انسان کا کلام اس کی روح سے جاری ہوتا اور اس کے روح کی ترجمانی کرتا ہے۔ ایک پست روح کا کلام پست ہی ہوتا ہے اور ایک عظیم روح کے حامل انسان کا کلام بھی عظیم ہوتا ہے۔ ایک پہلو کی حامل روح کا کلام ایک پہلو ہوتا ہے اور جس کی روح چند پہلوؤں کی حامل ہوتی ہے اس کا کلام بھی چند پہلو ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام چونکہ ایک جامع اضداد شخصیت کا نام ہے اس لئے ان کا کلام بھی جامع اضداد ہے۔ ان کے کلام میں کمال عرفان پایا جاتا ہے، کمال عرفان کے ساتھ ساتھ اوج فلسفہ بھی پایا جاتا ہے، فلسفہ اپنی معراج پہ ہے تو ساتھ ہی آزادی اور حماسہ بھی اپنی اوج پر نظر آتا ہے، جہاں حماسہ اپنے اوج پر نظر آتا ہے وہیں اخلاق کا اوج بھی دکھائی دیتا ہے اسی لئے نہج البلاغہ علی علیہ السلام کی طرح جامع ہے۔

☆☆☆☆☆

امام خمینی کا پیغام نہج البلاغہ کانفرنس کے نام

نہج البلاغہ کی تالیف کے ایک ہزار سال گزرنے کے بعد اسلامی جمہوریہ ایران کے دارلحکومت تہران میں ایک عظیم الشان نہج البلاغہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں امام خمینی علیہ الرحمہ سے پیغام کی گزارش کی گئی اور امام نے اس کانفرنس کے نام ایک مختصر پیغام دیا جسے یہاں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

نہج البلاغہ کانفرنس میں کس کے بارے میں گفتگو کی جائے گی اور کس کا تعارف کروایا جائے گا؟ دنیا کے عظیم دانشور مولا امیر المومنین کی شخصیت کو متعارف کروانا چاہتے ہیں یا نہج البلاغہ سے لوگوں کو آشنا کرنا چاہتے ہیں؟ ہم کس سرمایہ اور کس متاع کے ساتھ اس میدان میں وارد ہونا چاہتے ہیں؟ ہم امام علی علیہ السلام کے بارے میں، ان کی ناشناختہ حقیقت کے بارے میں بات کریں یا اپنی محجوب ومہجور شناخت کے بارے میں؟ کیا علی اس عالم مُلک کے انسان تھے جو روئے زمین پر بسنے والے انسان ان کے بارے میں بات کریں یا وہ ایک ملکوتی انسان تھے کہ ملکوت میں رہنے والے ان کی شخصیت کا پتہ بتائیں؟

اہل عرفان ان کے بارے میں اپنی عرفانی سطح کے سوا، فلاسفہ اور حکما اپنے محدود علم کے سوا کس وسیلہ سے ان ذات والاصفات کو پہچاننا اور پہچنوانا چاہتے ہیں؟

انہوں نے علی علیہ السلام کی شخصیت کو کتنا پہچانا ہے کہ اب ہم مہجور انسانوں کو پہچنوانا

چاہتے ہیں؟ دانشوروں، اہل فضل، اہل علم، سلاسفہ، عرفا اور حکماء نے اپنے تمام کمال و فضل کے ساتھ جس جلوہ حق تک رسائی حاصل کی ہے وہ اپنے کے حجاب، اپنے محدود آئینہ اور اپنی نفسانیت میں محدود ہے جبکہ مولا وہ نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ اس لئے سب پہلے ہمیں اس وادی سے گزرنا ہونا اور یہ کہنا ہوگا کہ علی صرف اور صرف بندہ خدا تھے اور یہ علی کی سب سے بڑی شناخت ہے۔ وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہاتھوں پرورش پائے اور ان کی تربیت سایہ وحی و نبوت میں ہوئی، یہی علی کا سب سے بڑا امتیاز اور فخر ہے۔

لیکن نہج البلاغہ جو اس عظیم انسان کی عظیم روح سے نازل ہوئی ہے ہم خفتہ اور منیت و خودغرضی کے حجابات میں پھنسے لوگوں کی تعلیم و تربیت لئے ایک معجون اور ہماری فردی و معاشرتی بیماریوں و درد کے لئے مرحم اور ایک ایسا مجموعہ ہے جو اتنے پہلوؤں اور وسعتوں کا حامل ہے کہ ہر انسان، بلکہ قیامت تک آنے والے ہر معاشرے اور ہر ملک وملت اور حکومتوں کے لئے نسخہ نجات ہے۔

☆☆☆☆☆

قائد انقلاب اسلامی امام خامنہ ای:

ہماری مثال اس بیمار جیسی ہے جس کی جیب میں یا اس کی الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اور ساتھ ہی اس مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے۔ صدیوں سے نہج البلاغہ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی فردی اور اجتماعی بیماریوں کو سینے سے لگائے رکھا۔ یہ وہ افسوس ناک درد ہے جو ہر اس شخص کو تڑپائے گا جو نہج البلاغہ سے آگاہی حاصل کرلے۔

Email: ummetkmr@yahoo.com - ummetkmr@gmail.com